سوال

(31) مسلمانوں کے قبرستان میں غیر مسلموں کو دفن کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک گورغریباں مسلمانوں کا جو سینکڑوں برس سے قائم ہے اور برابر اس میں میت مسلمانوں کی دفن ہوا کرتی ہے، بالفعل ایک مرد غیر مسلم کا ہاتھ پیر باندھ کر ایک گڑھا کھود کر اس گورستان قدیم میں بیٹھا کر مٹی سے ڈھانک دیا اور باوجود منع کرنے کے عام مسلمانوں کے زبردستی سے ایک مسلمان اہل دول کے یہ کام ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ فعل اس مسلمان اہل دول نے جو کیا جائز کیا یا ناجائز کیا، تو قابل ملامت ہے یا نہیں؟ اور سلف سے کیا انتظام گورستان کا چلا آتا ہے؟ عام گورستان مسلمانوں کا اور غیر مسلمانوں کا علیحدہ علیحدہ رہا کیا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف: ۴۰) ''فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔''

جاننا چاہیے کہ مسلمانوں کے مقبروں میں کفار و مشرکین کو دفن کرنا حرام ہے، ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس فعل میں اموات مسلمین کے ساتھ بے حرمتی کرنا ہے۔ جس مسلمان نے ایسا فعل کیا ہے، اس نے گناہ کبیرہ کیا، اس کو توبہ لازم ہے۔ اموات مشرکین و کفار کو مقابر مسلمین میں دفن کرنے کی دلیلِ حرمت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اموات مسلمین کی زیارت کا حکم دیا ہے اور ان کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر ان کے لیے دعا کرنے کو فرمایا ہے اور اللہ پاک نے مشرکین کی قبر کے پاس کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبور پر سے جلد گزر جانے کا حکم دیا ہے اور تاکید کیا ہے کہ ذرا بھی وہاں مت ٹھہرو۔ پھر جب اختلاط قبور مسلمین و مشرکین کا ہوگا تو مسلمانان کیوں کر اموات مسلمانوں کی زیارت کریں گے اور کیونکر ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوں گے، کیونکہ جب مسلمانوں کی قبر کے پاس کھڑے ہوں گے تو باعث اختلاط قبور مشرکین کے مشرکین کی قبر کے پاس بھی کھڑا ہونا لازم آئے گا اور شریعت نے حکم دیا ہے کہ تم مشرکین کی قبر کے پاس سے بھاگو۔

فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ توبہ میں:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (التوبہ: ۸۴)

''یعنی جو کوئی ان منافقین مشرکین سے مرجائے، ان پر نماز نہ پڑھیے اے محمد اور نہ کھڑے ہوئیے ان کی قبر کے پاس۔''

''وأخرج الترمذي من حديث عمر بن الخطاب: ''فما صلى رسول الله ﷺ بعده على منافق، ولا قام على قبره حتى قبضه الله تعالىٰ'' (سنن الترمذي، رقم الحديث: ۳۰۹۷)

''یعنی جب یہ آیت اتری، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی منافق میت کی نماز نہ پڑھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔''

وقال العلامۃ جلال الدین السیوطی فی کتاب الاکلیل فی استنباط آیات التنزیل: '' قولہ تعالیٰ: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا فیہ تحریم الصلاۃ علی الکفار والوقوف علی قبرہ' انتھی

''علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب ''الإکلیل فی استنباط آیات التنزیل'' میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا میں کفار کی نمازِ جنازہ اور ان کی قبر پر وقوف کی حرمت ہے۔''

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب اصحاب رسول ﷺ کے حجر یعنی دیارِ ثمود کے پاس پہنچے، جہاں پر قوم ثمود گڑی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا: تم لوگ قوم ثمود کی قبروں کے پاس مت جاؤ اور خود رسول اللہ ﷺ وہاں پر سے بہت تیز گزر گئے۔

''أخرج البخاری و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہا أن رسول اللہ ﷺ قال لأصحابہ، یعنی لما وصلوا الحجر دیار ثمود: ''لاتدخلوا علی ھؤلاء المعذبین إلاأن تکونوا باکین فإن لم تکونوا باکین فلاتدخلوا علیھم، لایصیبکم ماأصابھم'' (صحیح البخاری، رقم الحدیث (۴۲۳) صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۲۹۸۰)

وفی روایۃ: ''قال: لمامرالنبی ﷺ بالحجر قال: لاتدخلوا مساکن الذین ظلموا أنفسھم، لایصیبکم ماأصابھم إلاأن تکونوا باکین، ثم قنع رأسہ وأسرع السیر حتی أجازالوادی'' انتھی (صحیح البخاری، رقم الحدیث، ۴۱۵۷)

''بخاری اور مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے تخریج کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا، یعنی جب وہ لوگ حجر دیارِ ثمود کے پاس پہنچے کہ ان عذاب یافتہ میں روتے ہوئے ہی داخل ہوں اور اگر تم رو نہیں رہے ہو تو مت داخل ہو، کہ مبادا تمھیں بھی وہی کچھ پہنچ جائے جن سے وہ دوچار ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ کہا: جب نبی ﷺ حجر کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ ان بستیوں میں داخل مت ہو، جنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں بھی وہی چیزیں لاحق ہو جائیں جو ان کو لاحق ہوئیں۔ البتہ ہاں روتے ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور رفتار تیز کر دی، یہاں تک کہ وادی سے گزر گئے۔ ختم شد''

اور حافظ عبدالعظیم منذری نے کتاب ''الترغیب والترھیب'' میں باب باندھا ہے کہ ظالمین یعنی مشرکین وکفار کی قبور کے پاس سے گزر جانے میں خوف کرنا چاہئے اور تیز چلنا چاہیے اور یہی حدیث عبداللہ بن عمر کی اس باب میں لائے ہیں۔ وھذہ عبارتہ:

''الترھیب من المرور بقبور الظالمین'' انتھی (الترغیب والترھیب، ۳ ۲/۵)

''ظالمین کی قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے خوف دلانا۔ ختم شد''

اور قدیم الایام رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک سے اس وقت تک یہی دستور و عمل اسلامی رہا کہ مسلمانوں کا مقبرہ غیر مسلمانوں کے مقبرے سے علیحدہ رہے، کیونکہ شارع نے اموات مسلمین کے احترام کرنے کا حکم دیا ہے اور اموات کفار کا کچھ بھی احترام نہیں ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب منعقد کیا ہے:

'' باب: ھل ینبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ویتخذ مکانھا مساجد؟''

''کیا دورِ جاہلیت کے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنا جائز ہے اور کیا ان قبروں پر مساجد بنائی جا سکتی ہیں؟''

اور اس باب میں حدیث قصہ بناء مسجد نبوی کا لائے ہیں۔ اس کا جملہ اخیرہ یہ ہے:

''قال أنس: فکان فیہ ماأقول لکم، قبور المشرکین، وفیہ خرب، وفیہ نخل، فأمر النبی ﷺ بقبور المشرکین فنبشت، ثم بالخرب فسویت... '' الحدیث (صحیح البخاري، رقم الحدیث: ۳۷۱۷)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا : اس میں مشرکین کی قبریں تھیں۔ اس میں بیابان بھی تھا اور اس میں کھجور کا پیڑ بھی تھا۔ نبی ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے بارے میں حکم دیا تو وہ اکھاڑی گئیں اور بیابان جگہ زمین کے برابر کردی گئی ... الحدیث''

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ قبور مشرکین کے ساتھ کچھ بھی احترام نہیں ہے، بلکہ وقت ضرورت کے مشرکین کی قبر کو اکھاڑ کر زمین کو برابر کردینا جائز ہے۔

اور صحیح بخاری کے ''باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ وأبی بکر و عمر'' میں ہے :

''قل : یستأذن عمر بن الخطاب فإن أذنت لی فادفنونی، وإلا فردونی إلی مقابر المسلمین'' انتھی (صحیح البخاری، رقم الحدیث : ۱۳۲۸)

''کہو : عمر بن خطاب اجازت مانگتا ہے۔ اگر انھوں نے اجازت دے دی تو مجھے وہیں دفن کرو، ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردو۔ ختم شد''

اس روایت سے مقابر مسلمین کا علیحدہ ہونا ثابت ہوا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 160

محدث فتویٰ